شرح کتاب التوحید، باب 2: توحید کا حق ادا کرنے والا بلا حساب وعذاب جنت میں داخل ہوگا

فضيلة الشيخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

(سنیئر رکن کبار علماء کمیٹی، سعودی عرب)

ترجمہ: طارق علی بروہی

مصدر: الملخص في شرح كتاب التوحيد

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

توحید کا حق ادا کرنے والا بلا حساب وعذاب جنت میں داخل ہوگا[1]

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ﴾ (النحل: 120)

---

[1] **اس باب کی کتاب التوحید سے مناسبت:** جب مصنف رحمہ اللہ نے توحید اور اس کی فضیلت کا ذکر فرمایا تو مناسب ہے کہ اس کے حق کی ادائیگی کا بھی ذکر ہو، کیونکہ بلاشبہ اس کی فضیلت کا کمال حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اس کے حق کی ادائیگی میں کمال حاصل نہ ہو۔

حقق التوحيد: یعنی اسے خالص اور پاک صاف رکھا ہر قسم کے شرک کے شائبے، بدعات اور معاصی سے۔

بغير حساب: یعنی اس پر کوئی محاسبہ نہ ہوگا۔

(بے شک ابراہیم (لوگوں کے لیے) پیشوا، اللہ تعالی کے فرمانبردار اور یک سو تھے۔ اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھے)[1]

اور فرمان الہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ﴾ (المؤمنون:59)

(اور جو اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے)[2]

---

[1] أُمَّةً: یعنی نمونہ وپیشوا، امام اور خیر کی تعلیم دینے والے معلم۔

قَانِتًا: قنوت کا معنی ہے دائمی اطاعت گزاری۔

حَنِيفًا: الحنيف وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالی کی طرف متوجہ و یکسو ہو اور اس کے سوا سب سے اعراض کرنے اور منہ پھیرنے والا ہو۔

وَلَمْ يَكُ: اصل میں "يَكُنْ" تھا نون بطور تخفیف حذف ہو گیا ہے۔

مِنَ الْمُشْرِكِينَ: یعنی آپ یقیناً مشرکوں کو اپنے دل، زبان وبدن سے چھوڑ چکے تھے، اور جس چیز پر وہ (مشرکین) تھے اس کا رد وانکار کیا۔

[2] وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ: اس کے ساتھ غیروں کی عبادت نہیں کرتے۔

پہلی آیت کا اجمالی معنی: اللہ تعالی نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چار صفات سے متصف فرمایا:

پہلی صفت: بے شک آپ خیر میں نمونہ تھے کہ آپ نے صبر ویقین کے مقام کی تکمیل فرمائی، کہ جن دونوں کے ذریعے دین میں امامت کو پایا جاتا ہے۔

دوسری صفت: بے شک آپ خشیت الہی سے سرشار، اس کے مطیع اور اللہ کی عبادت میں مداومت اختیار کرنے والے تھے۔

حصین بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے ساتھ تھا کہ انہوں نے فرمایا:

تیسری صفت: بے شک آپ شرک سے اعراض کرکے اللہ تعالی کی جانب مکمل طور پر یکسو ہونے والے تھے۔

چوتھی صفت: آپ کا شرک سے دور ہونا اور مشرکین سے مفارقت وجدائی اختیار کرنا۔

پہلی آیت کی اس باب سے مناسبت: بلاشبہ اللہ تعالی نے اپنے خلیل کو ان صفات سے متصف فرمایا کہ جو توحید کے حق کی ادائیگی میں غایت کو پہنچی ہوئی ہیں، اور اللہ تعالی نے اپنے اس فرمان میں ہمیں بھی ان کی اقتداء وپیروی کا حکم دیا:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرٰهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُۥ﴾(الممتحنة:4)

(یقیناً تمہارے لیے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو ان کے ساتھ تھے ایک اچھا نمونہ تھا)

دوسری آیت کی اس باب سے مناسبت: بے شک اللہ تعالی نے ان مومنین کی جو جنتوں کی طرف سبقت لے جانے والے ہیں صفات ذکر فرمائیں جن میں سے سب سے بڑی اور عظیم ان کی یہ تعریف ہے کہ وہ یقیناً اپنے رب کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں کرتے، خواہ کیسا ہی شرک ہو مخفی وپوشیدہ ہو یا ظاہر وجلی۔ جو کوئی بھی ایسا ہو تو وہ حقِ توحید کی ادائیگی میں انتہاء کو پہنچا اور جنت میں بلاحساب وعذاب کے داخل ہوگا۔

ان دونوں آیات سے ہمیں یہ استفادہ ہوتا ہے:

1- ہمارے باپ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی فضیلت۔

2- ان عظیم صفات میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی اقتداء وپیروی۔

3- ان صفات کا بیان جن کے ذریعے توحید کے حق کو ادا کیا جاتا ہے۔

4- شرک ومشرکین سے دوری اور مشرکین سے برأت کا وجوب۔

5- مومنین کا وصف حقِ توحید کی ادائیگی بیان ہونا۔

”أَيُّكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَّ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ: أَنَا، ثُمَّ قُلْتُ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلَاةٍ، وَلَكِنِّي لُدِغْتُ، قَالَ: فَمَاذَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: ارْتَقَيْتُ، قَالَ: فَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ؟ قُلْتُ: حَدِيثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ، فَقَالَ: وَمَا حَدَّثَكُمْ الشَّعْبِيُّ؟ قُلْتُ: حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ“[1]

(گزشتہ رات ٹوٹنے والا ستارہ تم میں سے کس نے دیکھا؟ تو میں نے کہا: میں نے (دیکھا)۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ: میں اس وقت نماز میں مشغول نہیں تھا بلکہ مجھے کسی چیز نے ڈس لیا تھا۔ انہوں نے پوچھا تو پھر آپ نے کیا کیا؟ میں نے کہا: میں نے دم کیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے پھر پوچھا: تمہیں کس چیز نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا؟ میں نے کہا کہ: ایک حدیث نے جو ہمیں شعبی رحمہ اللہ

---

[1] امام بخاری نے اسی طرح سے اسے موقوف روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ج 4 رقم 3513 میں بطریق ابی جعفر الرازی، عن حصین، عن الشعبی، عن بریدہ بن الحصیب روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور یہ حدیث بیان کی، اور یہ منکر ہے کیونکہ ابو جعفر الرازی عیسی بن ابی عیسی عبداللہ بن ہامان سیء الحفظ ہیں۔ اور امام ترمذی حدیث رقم 2057 کے بعد فرماتے ہیں: شعبہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے: عن حصین، عن الشعبی، عن بریدہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی مثل۔ اھ

اور ابو داود ج 3 رقم 3859 میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا اور اس کی سند میں بھی شریک بن عبداللہ النخعی ہیں جو کہ سیء الحفظ ہیں۔

اور اسے الترمذی نے حدیث رقم 2056 کے بعد بطریق یوسف بن عبداللہ بن الحارث، عن انس بن مالک کہ: ”أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ“ (بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ کی اجازت دی زہریلی چیز کے کاٹے پر اور پہلو کے پھوڑے پھنسی پر)۔ اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اھ۔ میں یہ کہتا ہوں: بلکہ اس کے رجال ثقات ہیں، اور یہ امام مسلم کی شرط پر ہیں۔

اسے الترمذی نے رقم 2057 نے بطریق سفیان بن عیینہ، عن حصین، عن الشعبی، عن عمران بن حصین سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر یہ حدیث بیان کی۔ اور امام بخاری نے ج 10 رقم 5705 میں بطریق محمد بن فضیل، اور ابو داود نے رقم 3884 میں بطریق مالک بن مغول سے روایت کیا اور یہ دونوں عن حصین، عن الشعبی، عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔

نے بیان کی تھی۔ انہوں نے پوچھا کہ: انہوں نے تمہیں کون سی حدیث بیان کی تھی؟ میں نے کہا کہ: انہوں نے ہ میں بریدہ بن حصیب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث بیان کی کہ: نہیں ہے رقیہ (دم کرنا) مگر صرف نظر بد سے یا کسی زہریلی چیز کے کاٹنے سے)۔

”فَقَالَ: قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهَى إِلَى مَا سَمِعَ، وَلَكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ، وَالنَّبِيَّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي، فَقِيلَ لِي: هَذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْمُهُ، ثُمَّ نَظَرْتُ[1]، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقِيلَ لِي: هَذِهِ أُمَّتُكَ، وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وَلَا عَذَابٍ، ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وَلَا عَذَابٍ، ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولَئِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ، فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: أَنْتَ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ“[2]

((یہ سن کر) سعید بن جبیر نے فرمایا: اس شخص نے بہت اچھا کیا کہ جتنا سنا اسی پر بس کیا (یعنی اتنا ہی عمل کیا)۔ لیکن ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی کہ: مجھ پر بہت سی امتیں پیش کی گئیں، میں نے ایک نبی دیکھا تو اس کے ساتھ دس کے قریب کچھ لوگ تھے، ایک اور نبی (دیکھا) جس کے ساتھ اِکّادُکّا لوگ تھے۔ (یہاں تک کہ) ایک نبی ایسا بھی دیکھا، جس کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ (اسی اثناء میں) میرے سامنے ایک لوگوں کا ایک جم غفیر پیش کیا گیا پس میں نے گمان کیا کہ شاید یہ میری امت ہے، لیکن مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی امت ہے۔ پھر میں نے ایک اور جم غفیر دیکھا۔

---

1 مطبوعہ نسخے میں ”فنظرت“ ہے۔

2 اخرجہ البخاری 5705، و مسلم 220۔

تب مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے، اور ان کے ساتھ ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ اٹھ کر اپنے گھر میں داخل ہوگئے۔ پس لوگ ان افراد کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے۔ بعض نے کہا: شاید یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی۔ اور بعض نے کہا: شاید یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام میں ہی پیدا ہوئے اس لیے انہوں نے کبھی اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ اور اس کے علاوہ بھی انہوں نے کچھ اور باتیں ذکر کیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو اپنی آراء سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرواتے ہیں، نہ (علاج کی غرض سے) اپنے جسم داغتے ہیں، نہ بدشگونی لیتے ہیں اور وہ صرف اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔ (یہ سن کر) عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی مجھے بھی ان میں سے کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم انہی میں سے ہو۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوگیا اور اس نے بھی عرض کی: اللہ تعالی سے دعاء کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں عکاشہ تم پر سبقت لے گیا)[1]۔

---

[1] **ان شخصیات کا تعارف جن کے نام اس حدیث میں آئے ہیں:**

حصینؒ: آپ حصین بن عبدالرحمٰن السلمی الحارثی تبع تابعین میں سے ہیں، آپ کی وفات سن 136ھ میں 93 برس کی عمر میں ہوئی۔

سعید بن جبیر: آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مایہ ناز ساتھیوں میں سے امام وفقیہ تھے، آپ کو حجاج نے سن 95ھ میں قتل کیا، اور آپ نے پچاس برس بھی مکمل نہیں فرمائے تھے۔

الشَّعْبِيُّ: آپ کا نام عامر بن شراحیل الھمدانی ہے، عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیدا ہوئے، اور آپ ثقات تابعین میں سے ہیں، آپ کی وفات سن 103ھ میں ہوئی۔

بُرَيْدَة: پہلے پر ضمہ ہے اور دوسرے پر فتحہ، آپ ابن الحصیب بن الحارث الاسلمی مشہور صحابی ہیں، آپ کی وفات سن 63ھ میں ہوئی۔

ابن عباس: آپ جلیل القدر صحابی عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب، نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، ان کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دعاء فرمائی:

”اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ“

(اے اللہ انہیں دین کی فقہ عطاء فرما، اور انہیں تاویل (تفسیر) کا علم عطاء فرما)۔

اور آپ واقعی اسی طرح تھے، اور آپ کی وفات طائف میں سن 68ھ میں ہوئی۔

عُكَّاشَةُ: آپ عکاشہ بن مِحْصَنٍ بن حُرثان الاسدی ہیں اسلام کی جانب سابقین میں سے تھے، ہجرت فرمائی اور بدر میں قتال بھی فرمایا، آپ کی شہادت مرتدوں کے خلاف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر قتال میں سن 12ھ میں ہوئی۔

الْكَوْكَبَ: یعنی النجم (ستارہ)۔

انْقَضَّ: اس میں سے شہاب گرا (تارہ ٹوٹ کر مانند شعلہ گرا)۔

الْبَارِحَةَ: یعنی گزشتہ رات، زوال سے پہلے گزری رات کے بارے میں نے ”لیلۃ“ کو دیکھا کہا جائے گا، اور زوال کے بعد میں نے ”البارحۃ“ میں دیکھا کہا جائے گا۔

ارْتَقَيْتُ (يا اسْتَرْقَيْتُ): طلب کیا کہ کوئی مجھ پر دم کرے۔ اور رقیہ کا معنی ہے کسی مریض یا اس جیسے شخص پر قرآن مجید اور شرعی دعائیں پڑھی جائیں۔

فَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ؟: (تمہیں کس بات نے اس پر آمادہ کیا) یعنی اس کے جواز پر تمہارے پاس کیا حجت و دلیل ہے؟

أَوْ حُمَةٍ: الحمة کا مطلب ہے بچھو کے زہر سے ڈسا یا اس طرح کے دیگر زہریلے جانور سے۔

مَنِ انْتَهَى إِلَى مَا سَمِعَ: (جتنا سنا اسی حد پر رک گیا) یعنی جو علم اسے پہنچا اسے لیا برخلاف اس شخص کے کہ جو جہالت پر عمل کرتا ہے یا اپنے علم پر عمل نہیں کرتا۔

عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ: (مجھ پر امتیں پیش کی گئیں) کہا جاتا ہے یہ شبِ معراج کے وقت ہوا، یعنی اللہ تعالی نے اس کی تمثیل بنا کر پیش کی کہ جب یوم قیامت آئے گا تو ایسا ہو گا۔

الرَّهْطُ: دس سے کم کی جماعت۔

لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ: (ایک نبی کے ساتھ کوئی نہ ہو گا) یعنی اس کی قوم میں سے کسی نے اس کی اتباع نہ کی۔

سَوَادٌ عَظِيمٌ: بہت سے لوگ۔

فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي: (میں نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہے) ان کی کثرت کی وجہ سے اور ان کے نگاہ دور ہونے کی وجہ سے باقاعدہ متعین لوگوں کو نہیں پہچان پائے۔

مُوسَى: یعنی موسیٰ بن عمران علیہ الصلاۃ والسلام کلیم الرحمن۔

وَقَوْمُهُ: یعنی بنی اسرائیل میں سے ان کے دین میں ان کی اتباع کرنے والے۔

بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ: یعنی ان کا حساب بھی نہ ہو گا اور جنت میں داخلہ سے پہلے انہیں کچھ عذاب بھی نہ ہو گا کیونکہ انہوں نے توحید کے حق کو بخوبی ادا کیا ہو گا۔

ثُمَّ نَهَضَ: یعنی اٹھ کھڑے ہوئے۔

فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولَئِكَ: یعنی موجود لوگ اس بارے میں کھوج لگانے لگے اور ان ستر ہزار کے تعلق سے اختلاف کرنے لگے کہ آخر کس عمل کی وجہ سے انہیں یہ درجہ ملے گا؟ کیونکہ بلاشبہ وہ اس درجے کو بنا کسی عمل کے پا نہیں سکتے، لیکن آخر وہ عمل ہے کیا؟

فَأَخْبَرُوهُ: یعنی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے اختلاف کا ذکر کیا کہ آخر وہ ستر ہزار لوگ جو ہوں گے ان سے کون مراد ہیں؟

لَا يَسْتَرْقُوْنَ: یعنی وہ کسی سے طلب نہیں کرتے کہ وہ ان پر دم کرے کیونکہ وہ لوگوں سے بے نیاز رہتے ہیں۔

وَلَا يَكْتَوُوْنَ: نہ دوسروں سے کہتے ہیں کہ انہیں آگ سے داغیں۔

وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ: نہ ہی وہ پرندوں وغیرہ سے بدشگونی لیتے ہیں۔

وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ: اپنے تمام امور میں اسی (اللہ) پر اعتماد کرتے ہیں کسی غیر پر نہیں، اور اپنے تمام معالات اسی کے سپرد کرتے ہیں۔

سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ: (عکاشہ تم پر سبقت لے گیا) یعنی ان صفات کو پانے میں یا سوال کرنے میں۔

اس حدیث کا اجمالی معنی: حصین بن عبدالرحمٰن نے ہمارے لیے ایک مکالمہ پیش کیا جو کہ سعید بن جبیر کی مجلس میں گزشتہ رات ٹوٹنے والے ایک ستارے کے بارے میں پیش آیا، تو حصین نے خبر دی کہ بے شک انہوں نے اس کے ٹوٹنے کو دیکھا تھا کیونکہ وہ اس وقت سوئے نہیں تھے۔ مگر صرف اس خدشے سے کہ لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ یہ ستارہ اسی لیے دیکھ پائے کیونکہ وہ نماز پڑھ رہے ہوں گے (یعنی تہجد کے لیے اٹھے ہوں گے)، تو آپ نے چاہا کہ اپنے نفس سے اس عبادت گزاری کے گمان کو دور کریں جو انہوں نے نہیں کی جیسا کہ سلف کی عادت رہی ہے کہ وہ اخلاص کی شدید حرص کرتے تھے۔ پس آپ نے وہ حقیقی سبب بیان فرمایا کہ جس کی وجہ سے آپ جاگے ہوئے تھے کہ وہ انہیں اس تکلیف کا پہنچنا تھا۔ پھر بات اس سوال کی طرف منتقل ہوگئی کہ آپ نے اس مشکل میں کیا کیا؟ چناچہ آپ نے بتایا کہ آپ نے اس کا علاج دم سے کیا۔ پس سعید نے ان سے ایسا کرنے کی شرعی دلیل طلب کی، تو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے دم کے جواز سے متعلق حدیث ذکر فرمائی، لہذا آپ نے اس دلیل کی وجہ سے ان کے اس عمل کو صحیح قرار دیا۔

پھر ان کے سامنے اس کیے گئے کام سے بھی احسن اور بہتر حالت ذکر کی، اور وہ توحید کے کمال میں بلند درجے تک ترقی حاصل کرنا ہے اس طور پر کہ حاجت ہونے کے باوجود مکروہ امور کو ترک کردیا جائے، اللہ تعالی پر مکمل توکل کرتے ہوئے۔ جیسا کہ ان ستر ہزار لوگوں کی حالت ہوگی کہ جو جنت میں بلاحساب وعذاب کے داخل ہوں گے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا وصف بیان فرمایا کہ بے شک وہ (دوسروں سے) دم (طلب) کرنا اور آگ سے داغنا چھوڑ دیتے ہیں توحید کے حق کی ادائیگی کی خاطر،

اور اس سے بھی قوی سبب کو اختیار کرتے ہیں اور وہ ہے اللہ تعالی پر مکمل بھروسہ وتوکل۔ وہ اس کے سوا کسی سے کچھ نہیں مانگتے نہ دم نہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز۔

اس حدیث کی اس باب سے مناسبت: اس میں بعض ان باتوں کا بیان ہے جو توحید کے حق کی ادائیگی کے معنی کو شامل ہیں اور اللہ تعالی کے نزدیک اس کے ثواب کا بیان ہے۔

اس حدیث سے یہ استفادہ ہوتا ہے:

1- سلف کی فضیلت، اور بے شک وہ آسمانی نشانیوں کو دیکھ کر انہیں محض عادت شمار نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ یہ اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

2- سلف کا اخلاص کی حرص کرنا اور ریاء کاری سے شدت کے ساتھ بچنا۔

3- کسی مذہب کے صحیح ہونے کی حجت ودلیل طلب کرنا اور سلف کا اس کا خاص اہتمام فرمانا۔

4- دلیل کے سامنے رک جانے اور علم پر عمل کرنے کی مشروعیت، اور یہ کہ جس شخص کو جتنا علم پہنچا اس نے اس پر عمل کیا تو اس نے بہت ہی بہترین کام کیا۔

5- علم کی تبلیغ نرمی اور حکمت کے ساتھ کرنا۔

6- دم جھاڑ کی اباحت واجازت۔

7- کسی مشروع چیز کو اختیار کرنے والے کی اس سے بھی افضل چیز کی طرف رہنمائی کرنا۔

8- ہمارے نبی محمد ﷺ کی فضیلت کہ آپ پر امتیں پیش کی گئیں۔

9- بلاشبہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے پیروکاروں کی تعداد کے اعتبار سے متفاوت ہوں گے۔

10- ان لوگوں پر رد جو اکثریت کو دلیل بناتے ہیں، اور یہ گمان کرتے ہیں کہ حق انہیں میں محصور ہوتا ہے۔

11-اور بے شک حق کی اتباع واجب ہے اگرچہ اس کے اہل بہت کم ہی کیوں نہ ہوں۔

12-موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور آپ کی قوم کی فضیلت۔

13-اس امت کی فضیلت اور یہ کہ یہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تمام امتوں سے زیادہ ہوگی۔

14-توحید کے حق کی ادائیگی کی فضیلت اور اس کا ثواب۔

15-استفادے اور اظہار حق کی خاطر علم میں مناظرہ اور شرعی نصوص کی تحقیق کی اباحت واجازت۔

16-سلف کے علم کی گہرائی کہ وہ اس حدیث میں یہ جان گئے کہ ان لوگوں کو یہ منزلت اور درجہ سوائے کسی عمل کے مل نہیں سکتا۔

17-سلف کا خیر کی حرص کرنا اور اعمال صالحہ میں مسابقت ومقابلہ کرنا۔

18-بے شک دم (کروانے) اور آگ سے داغنے کو چھوڑنا توحید کے حق کی ادائیگی میں سے ہے۔

19-افضل شخصیت سے اس کی زندگی میں دعاء کی درخواست کرنا۔

20-اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت ہونا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ ان ستر ہزار میں سے ہیں کہ جو جنت میں بلاحساب وعذاب کے داخل ہوں گے۔ پس واقعی آپ نے مرتدوں کے خلاف جنگ میں جام شہادت نوش فرمایا۔

21-عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

22-معاریض (تصریح سے گریز کرتے ہوئے دوسرے الفاظ میں جواب دینا) کا استعمال کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق، کہ آپ نے اس دوسرے شخص کو یہ نہیں فرمایا کہ تم ان میں سے نہیں۔

23-سد ذرائع کرنا تاکہ کوئی ایسا نہ کھڑا ہو جائے جو اس کا اہل نہ ہو تو رد کر دیا جائے۔ واللہ اعلم

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب وسنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی ومفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن وسنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں
info@tawheedekhaalis.com اور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتوی دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔